

تجھ کو دی ہیں اوسنے کیا کیا نعمتیں  
 حمد اوسکی ہونہ اک شتمہ بیان  
 یاد حق میں آپ کو مصروف رکھ  
 فعل بد ہرگز نہ کرنا ظاہر ہے وہ  
 تو ہمیشہ اوسکی تسام رکھ نماز  
 اوسکی طاعت میں جو ہوگا مقف  
 ہو اگر عمار یا ہو تندرست  
 چاہئے ہر حال میں شکر خدا  
 کس طرح ہوگی گناہوں سے گریز

ہیں فزون بان باپ سے شفیقتیں  
 ہر بن موبھی اگر ہو د زبان  
 دلو یاد غیر سے معطوف رکھ  
 یہ سمجھ لے ہر جگہ حاضر ہے وہ  
 خاک پر اپنا جھکاں رقی نیا  
 سیر باطن تجھ پہ ہوگا منکشف  
 بندگی میں اوسکی رہ چالاک دست  
 تذکرہ اوس کار سے لب پر سدا  
 آئینا جسوقت روز رستخیز

### سنا جات بدرگاہ قاضی الحاجات

خالق کون و مکان ربّ زمن  
 مہربان کوئی نہیں تیرے بغیر  
 کچھ نہ تیری محبت کے سوا  
 دل سے میرے جہم کی ظلمت ہو دو  
 کر مبدل نور سے غفلت کا رنگ

تو مے بیشک اے کریم ذوالنن  
 کر اکھی عاقبت میری بخیر  
 یاد غیر آئے نہ دل میں اک ذرا  
 بڑھتا جائے روز و شب میان کانور  
 معرفت کا چاہتا ہوں اب و رنگ

دل میں روشن کر چہ راعِ معرفت  
 مجھ کو دکھلا دے وہ راہِ ستیقیم  
 معصیت عصیان خطا لغزش نہ ہو  
 تو عطا کر مجھ کو ایسی معرفت  
 تیری طاعت میں کمر بستہ رہوں  
 ہوں گناہوں کے سبب سے شمسِ  
 رحم کر تو جب لبو نہ چربان ہو  
 تو بچا مجھ کو فشارِ قہر سے  
 پریش و کینج مزار ہو لناک  
 جسطرح امید سے تجھے یہاں  
 کیوں نہ ہو پھر خوفِ میزانِ صراط  
 کو ہی بھی میرا خنین تیرے سوا  
 ہیں خطائیں میری بیدِ حجاب  
 آتشِ دوزخ سے گھبرا تا ہوں میں  
 حشر میں یارب تر اعبِ ضعیف

راعِ ہوں گلہائے باغِ معرفت  
 دیکھے وہو کا نہ شیطانِ رحیم  
 فضل تیرا ہو تو کچھ پریش نہ ہو  
 چاہئے عارف کو جیسی معرفت  
 بندگی میں تیری پیوستہ رہوں  
 تیری رحمت کا ہوں میں امیدوار  
 نزع کی شکل مری آسان ہو  
 عالم تاریک و تاریک سے  
 جسکی اہمیت جگر ہو تلہ ہے چاک  
 حشر میں بھی دیکھو یارب امان  
 پر معاصی ہوں میں کیا میری بساط  
 ہر جگہ مجھ کو پچالے اسی خدا  
 عفو کر دے تو نہ کوئی لے حساب  
 کثرتِ عصیان سے شرما تا ہوں میں  
 سبکی نظرون میں نہ ہو جائے خفیف

بخشد عصیانگو میر ہوں تیم یا غفور و یا کریم و یا رحیم

## در نعت رسول مقبول

<p>تو کھانِ آدل کھانِ نعتِ رسول          بادشاہِ انبیا سلطانِ دین          باعثِ ایجادِ ارض و آسمان          صاحبِ سراجِ اور ختمِ رسل          نسخِ ادیانِ سابق ہیں یہی          آیا ہے قرآنِ جن پر وہ نبی          وہ نبیِ وایم رہیگا جسکا دین          جو کہ محبوبِ خدا ہے اور حبیب          سرورِ کون و مکان اُمّی لقب          احمد مرسل شہِ لولاک ہے          حق نے کی انکی ثنا قرآن میں          ہیں یہی فخرِ رسولانِ سلف          ہے لقبِ جسکا امیر المومنین</p>	<p>ہو گیا ہے رحمتِ حق کا نزول          بہترینِ اولین و آخرین          جس نے کی اک دل میں سیرِ لامکان          تابعِ فرمان ہیں جتنے جزوِ گل          واقفِ اسرارِ حقائق ہیں یہی          ہے شفیعِ روزِ محشر وہ نبی          وہ نبی جو رحمتِ اللعالمین          ہو گیا ایسا نبی ہم کو نصیب          جس کا پاکیزہ حب ہے اور نسب          اور محمد جس کا اسم پاک ہے          بلکہ ہے قرآن انہیں کی شانین          جانشینِ انکا علی شاہِ نجف          شیرِ حق اوستادِ حیرل امین</p>
---	--

حسبِ خالق نے عطا کی ذوالفقار  
 وہ ولی تھی مے اور دستِ خدا  
 جس نے مرد و نکر عطا کی ہر حیات  
 مدح جس کی لافستِ الاعلیٰ  
 شان میں آیا ہے جس کی انتہا  
 بت شکن اور راکبِ وشِ نبی  
 قوتِ بازو مے اور نفسِ معل  
 نایب اسکے بعد ہیں گیارہ امام

جنگ سے بہا گا بخین جو زینہار  
 وہ نہیں مے نور احمد سے جدا  
 شیر سے سلمان کو جس نے دی نجات  
 لحمک لجمی مے ارشاد نبی  
 شان میں آیا ہے جس کی ہلاتے  
 تھا جلی حبس پرہر اک رازِ خفی  
 والدِ بطلین اور زوجِ بتول  
 بھیج دایم انکے اوپر تو سلام

### بیانِ شریفِ ایمان صاحبِ ایمان

تجہ میں ایل گر نہیں ایمان کا نور  
 داغِ عصیان دور اسے سفاک کر  
 غیر حق اسے نہ لب پر کوئی حرف  
 دلیمن ایمان کے اگر آثار ہوں  
 ہے علامتِ یح اک دیندار کی  
 ایک حق کا جانتا ایمان مے

رحمت حق ہے ہمیشہ تجھے دور  
 کینہ سے سینہ کو اپنے پاک کر  
 دل کو اپنے کر عی سر فاکا ظن  
 لب پہ بھی اقرار کے اذکار ہوں  
 یعنی ہو ایمان و علم اور حلم بھی  
 بعد پیغمبر مے اور قرآن مے



اتفات ایک نے اگر کھا  
 سنتے ہی اوسکو ہوا یہ اضطرار  
 اک وزیر نیک تب پا کر یہ طور  
 یہ خدا ہوتا تو کیوں ہوتا خطہ  
 یہ نہیں مگر گزشتہ کے نیاز  
 ان وزیر و نیک ہی دستور تھا  
 الی تھی اوس روز بارہی اسکے گھر  
 حسب عادت کہا نا کچا یا نفیس  
 بولا ہون اک فکر میں صبح و شام  
 پوچھا اون سب کے کہ وہ کیا ہو خیال  
 اوس وزیر نیک نے تب یہ کہا  
 بے ستون کس نے بنایا آسمان  
 ہون عیان ہر منور سے کیا  
 حسن گردون ثابت و ستارے  
 حکم سے کس کے برستا ہی سحاب

تیرا دشمن فوج لیکر آگیا  
 تاج شاہی گر گیا سر سے شتاب  
 دل میں بس کرنے لگا یہ فکر و غور  
 کیوں کیا اسکو ہوتا اتنا ڈر  
 قادر و مکتا ہے ذات بے نیاز  
 جمع ہوتے تھے ہر اک دن ایک جا  
 پڑ گیا تھا فکریں جو سرسبز  
 جمع اک جا ہو گئے وہ سب امن  
 ہو گیا ہے خواب خورشید سے حرام  
 کہ بیان ہم سے بھی اپنے دل کا حال  
 سوختا رہتا ہوں میں دل میں سدا  
 زیر سایہ جسکے ہے سارا جہان  
 رات کو نور مہ و اجسترو دیا  
 اور قیام ارض ہے کہ سارے  
 ہے صدف میں گوہر اور گوہر میں آب

کس نے پہلا بطن باور سے کیا  
 روح و جہنم کس نے آج گل میں کی  
 رات رن بھگو یہ منکر و غور ہے  
 اوسکو اپنا چاہئے کہنا خدا  
 مے یقین کیا اوس کی ذات ہے  
 بس وہی بے شبہ ہے جان آفرین  
 سنے یہ سب ہو گئے وہ مستقیم  
 تجھے ہم کو ملگنی راہِ نجات  
 تب کہا اس نے کہ ہے تدبیر ایک  
 ہم سچاں گراں گنجائیں کہین  
 بول کر بارغ کی جانب گپ  
 الغرض سب ملے لنگے شمر سے  
 ہو گئے مجروح اون سب کے قدم  
 صاحب ایمان تھے وہ فرخندہ پئے  
 اتفاقیٰ ایک چہرہ والا ملا

کس نے ذہنِ مدبر کہ سر میں دیا  
 اور تمیز نیک و بد ہر دل میں دی  
 نیر و قیاس کس کوئی اور ہے  
 جس نے سارے خلق کو پیدا کیا  
 اور بے ہمتا اوس کی ذات ہے  
 مے وہی لاریب رب العالمین  
 بولے تجھ کو وہ خدا عظیم  
 کیا کریں بتا تو اب انیک ذات  
 ولین یہ آئی ہے میرے رائے نیک  
 راستہ ایمان کا پائین بالیقین  
 بچ کر خرمہ کو کچھ زر رکھ لیا  
 پایادہ جب کے فرسخ چلے  
 خون تھا پاؤں سے جاری مع بدم  
 دین حق کا راستہ کرتے تھے طے  
 ان میں سے اک نے کھیا پانی پلا

عرض کی اوسنے جو کچھ منظور ہو  
 دیکھ کر پرتک کو ہوتا ہے گمان  
 بولے سب اچھی بہنیں ہی چھوڑتا  
 مختصر سب نے بیان کی کیفیت  
 سنکے تب وہ اونکے قدموں پر گرا  
 میرے دل میں بھی یہی آئی تھی بات  
 دیکھتے بھکوا جا رہے اس قدر  
 گو بہنیں لایق ہوں صحبت کے لئے  
 الغرض چپروا ہا جا کر آگیا  
 بول وٹھے اوس کلب کو سب دیکھ کر  
 سب نے قصہ سنگسار ہی کیا  
 مارتے ہو کس لئے پتھر مجھے  
 اک نہ اک دن کام آؤں گا ضرور  
 پتھر چھو تھے چروا انہیں سا توان  
 لیکیا اک کوہ پر چپروا ہا جب

پاس میرے سب ہی ہیا مجھ سے لو  
 خوفِ شر سے بھاگ گئے ہو بھان  
 راستی دیگی ہمیں شر سے نجات  
 اور ظاہر کی حسد کی معرفت  
 اور کھسافرایا جو کچھ ہے بجا  
 دوسرا بیشک ہے رب کا نیا  
 آؤں میں بھی بکریوں کو چھوڑ کر  
 لیجئے ہمراہ خدمت کے لئے  
 گنتا اوسکا پیچھے اوسکے ہو لیا  
 اسکے عوعو سے ہمیں ہو گا ضرور  
 تو جب کم حق وہ سگ گویا ہوا  
 جانتے ہو کس لئے بتر مجھے  
 شر سے اعدا کے بچاؤ کا ضرور  
 اور وہ سگ بھی ہو گیا ہمراہ روان  
 سانس پھولی تھک کے بیٹھے سکے سب

سامنے اک غارتھا اور اک کنواں  
 جانبِ چشمہ کئے اک تھے شجر  
 ہو گیا تکلیف میں جب ن تمام  
 میوے کھائے پانی چشمہ کا پیا  
 جب وہ سوئے تو بفرمانِ خدا  
 اور حفاظت کو ہر اک کی دو ملک  
 ہر برس میں ایک یاد و مرتب  
 رحمتِ خالق ہوئی سایہ ننگن  
 تن تو کیا بگڑا نہ اک تار لباس  
 اتنی دقیا نوس کو ان سبکی یاد  
 پوچھی ہر اک سے وزیر و ن کی خبر  
 ہونگے ہیں شہر سے تیرے فرار  
 سنتے ہی بس غنیمت میں وہ آگیا  
 جا چھپے تھے وہ جہان و س غار پر  
 دیکھا گیا ہے کہ با حالِ خراب

جس کا پانی مثل موتی کے عیان  
 جنینِ شاداب اور رسیدہ تھے شجر  
 واسطے راحت کے آیا وقتِ شام  
 غار میں ہر ایک جاکر سورا  
 روح اونکی ہو گئی تن سے جدا  
 بن معین اور رہن گے حشر تک  
 اونکے پھلو کو بدلتے ہیں سدا  
 کچھ نہ بوسیدہ ہو اونکے بدن  
 چین سے سوتے رہے وہ حق شناس  
 عید گہ سے جب پھرا وہ بد خدا  
 دست بستہ بول اوٹھا اک خیر و سر  
 جانتے تھک کو سنتے پروردگار  
 اور تعاقب و ن وزیر و ن کا کیا  
 ہو گیا اس دشمن دین کا گذر  
 پاؤں ہیں مجروح اور ہیں بین خواب

بولا کوئی اب نہ انکو دے سزا  
 تب کیا معماروں کو فوراً طلب  
 بولا اپنے یاروں سے تب بد صفت  
 شہر کی جانب وہ پھرواپس ہوا  
 بعد مدت کے ہوا جب حکم رب  
 خواب سے حاصل جو بیداری ہوئی  
 رات ساری خواب میں اپنی کٹی  
 دل میں یہ کہتے جو نکلے غارت  
 دیکھتے کیا ہیں کہ سوکھے ہیں شجر  
 دیکھ کر یہ سخت حیرانی ہوئی  
 سب نے تب آسمین کی قیل وقال  
 اور زمین اسدم بہت ہے اشتہا  
 ایک نے ظاہر جو کی آماجگی  
 شر سے دقیا نوس ملعون کے چچے  
 الغرض وہ روپ بد لے بر ملا

اپنے ہاتھوں پانی ان سب نے سزا  
 کر دیا اوس غار کا منہ بند سب  
 کہہ دیا ان کو خدا کا نجات  
 اولین اپنے خوش ہوا بے انتہا  
 ہو گئے وہ خواب سے بیدار سب  
 اولین ان کے دست کریم سار ہوئی  
 طاعت خالق نہ کچھ مہمے ہوئی  
 اور اوس شہر کی جانب جب گئے  
 خشک چشمہ کا ہے پانی سرسبز  
 پر نہ سمجھے وہ پھر راز معنوی  
 ایک شب میں ہو گیا کیسا یہ حال  
 شہر کو جائے کوئی خبر غذا  
 متفق ہو کر عسایہ سب نے کی  
 پھر یحان حنائی سلامت چھوڑا  
 لیکے درہم شہر کی جانب چلا

وہ نتھتھے دیکھا تھا جو کچھ پیشتر  
 با صد استعجاب طے کرتا تھا راہ  
 شہرین حاصل ہوا جب وہ جوان  
 اُس دکان کی سمت وہ مائل ہوا  
 پوچھا جب اس شہر کو کہتے ہیں کیا  
 پوچھا پھر ہے کون شاہِ نامدار  
 جسکے نام شہ وہ حیران ہو گیا  
 لیکے درہم نانوائی نے کھا  
 مجھ کو اس درہم پہ ہوتا ہے گمان  
 بولا وہ جب ہم نکلا کر شہر سے  
 بچا خرمہ تو ملے درہمِ ہلین  
 غالباً جسکو ہوے ہین تین روز  
 نانوائی بولا حیرت ہے مجھے  
 کب زمانہ ہے یہ وقیانوس کا  
 قصہ کو تہ پھر پکڑ کر اوس کا ماتھ

رہ میں آثار اور ہی آئے نظر  
 ہر طرف حیرت سے کرتا تھا نگا  
 پائی اوسنے نانوائی کی دکان  
 دیکے درہم نان کا سائل ہوا  
 شہر ہے افسوس تب اُسنے کھا  
 بولا وہ ہے عبد رحمان شہریار  
 تھا تعجب کیا یہ سامان ہو گیا  
 ہے بیت ورنی یہ درہم اور بڑا  
 تو نے پایا ہے خزانہ ایچوان  
 بہا گے وقیانوس کے تھے تھر سے  
 ہم نے پایا ہے خزانہ تو ہنہین  
 غار میں سب سہتہ والے ہین منہن  
 کسطح سچا میں جانو نکالتھے  
 جھوٹ کی تیر ہے کچھ بھی انتہا  
 شاہ کے نزدیک لایا اپنے ساتھ

نانبائی نے بیان کی کیفیت  
 وہ جوان تب شہ کو پا کر ہم کلام  
 بست بستہ سب سنائی سرگشت  
 سب دقیا نو س کا قہر و عتاب  
 ساتھ ہونا راہ میں چرواہے کا  
 جانا اپنا وادی پُرخار میں  
 سُنکے سب کو ایک حیرت ہو گئی  
 واسطے نقد یق کے ہو کر مصر  
 تو اگر اس شہر کا ہے آجوان  
 نام سُنکر بولے سب آباد شاہ  
 جب گھڑی اوسنے دیا گھر کپتا  
 یوں تماشے کو تھا خلقت کا ہجوم  
 الغرض ہمراہ اوس کو لے گیا  
 اوس مکان سے نکلا اک مردِ ثقیف  
 شہ نے فرمایا یہ کہتا ہے جوان

اور درہم کی وہ ساری کیفیت  
 با ادب پھلے بجب لایا سلام  
 دین حق کی جانب اپنی بازگشت  
 اور درہم کا وہ کرنا دستیاب  
 اور کتے کا وہ سارا ماجرا  
 اور وہ سو جانا سب کا غار میں  
 شہرین فی الفور شہرت ہو گئی  
 اوس جوان کس شاہ نے فرمایا یہ  
 نام تیرا کیا ہے اور گھر ہے کہاں  
 نام ہے اوس عہد کلے اشتباہ  
 شاہ نے فرمایا چل مجھ کو بتا  
 آسمان پر جمع ہوں جیسے نجوم  
 دیکے دستک درپہ وہ ٹھارہا  
 ہو گیا تھا جو بہت پیر و ضعیف  
 جس میں تو رہتا ہے اسکا ہے مکان



سیرنے پوچھنا کہ تیرا کیا ہے نام  
 سنتے ہی کچھ ہو گئی ایسی خوشی  
 چوکر سر پر رکھے اوس کے قدم  
 اور کہا یہ حبّہ امجد ہے مرا  
 قہر و قیانوس سے ہو کر فرار  
 ایک اون میں سے مرا جید ہی یہی  
 ان سبہونکو شہر سے ہو کر جدا  
 سنتے ہی فرمایا پھر اوس شاہ نے  
 بولا وہ اوس غار میں زندہ ہیں سب  
 شاہ نے پہر اوسکو با صدا فتح  
 لوگ سارے چومتے تھے دستِ پا  
 الغرض وہ شاہ اور سب اہل دین  
 بولا وہ اکدم اگر سب جائینگے  
 اونکو و قیانوس کا ہو گا گمان  
 سب سے پہلے غار میں جاتا ہوں میں

وہ جوان بولا کہ تمہیں ہے نام  
 کچھ نہ تاب ضبط پھر باقی رہی  
 اوس نے پھر اللہ کی کہانی سنم  
 باپ سے بیٹے سنا ہے تذکرا  
 تھے چھپے جا کر چھ انسان میں غا  
 شکر ہے جسکی زیارت ہو گئی  
 تین سو نو سال کا عرصہ ہوا  
 ایوان وہ یار تیرے کیا ہو گئے  
 فضل حق جن پر ہو وہ مرتے ہیں کب  
 دوش پر اپنے کیا فوراً سوار  
 پائی جاتی تھی اونہیں شانِ خدا  
 آگے اوس کوہ کے جدم قرین  
 خوف ہو گا وہ بہت گھبرا گئے  
 زندگی ہو گی اونہیں بید گران  
 بعد ازاں پھر سب کو بلوایا ہوں میں

شاہ نے سُنکر کہا یہ خوب ہے  
 غار میں جبوقت وہ داخل ہوا  
 ایک بولا سوئے ہم اک روز تک  
 بولا وہ مت کو نہیں معلوم ہے  
 خواب میں ہم اس زمانے رہے  
 کچھ تعجب کا نہیں ہے یہ مقام  
 سنکے سب کے سب ہو کچھ ایسے رنگ  
 ہنر بان ہو کر وہ سب کہنے لگے  
 بھتر اس سے ہے کہ بس بجائیں ہم  
 ماتہ اٹھا کر بولے وہ یا ذا الجلال  
 ہے دعا اسدم کہ نکلے تفسے جان  
 ہو گئی معرفت بول اوں سبکی دعا  
 ہو چکا پس ذکر ارباب شرف  
 صاحب خدمت ہو کوئی یا امیر  
 مال دنیا سے ہو کیسا ہی غنی

تم بزرگوں کی خوشی مطلوب ہے  
 بولا سب سے قصہ حیرت خزا  
 یا کہ دو دن سوئے ہیں باریے شک  
 عہد دقیا نوس کا معدوم ہے  
 تین سو نو سال جس کو ہو گئے  
 فضل خالق میں نہیں ہرگز کلام  
 زندگی سے ہو گئے اپنے جہنگ  
 فتنہ عالم کے لئے ہم ہو گئے  
 اس زمانہ میں نہ منہ دکھلا میں ہم  
 ہو ہماری نیک عقبی اور آل  
 دہر دون سے ہم کو مل جائے امان  
 حاصل اونکا ہو گیا بس مدعا  
 پھیر خامہ کو تو مطلب کی طرف  
 ہو سلاطین کا مقرب یا وزیر  
 پر طبیعت میں نہو ماؤ منسی

کیسی ہی شرت کی محفل میں رہے  
جان جاتی ہے تو جانے دے دے  
اہل ایمان کو نہیں ڈر کفر کا  
ہے حدیث معتبرہ کچھ اسکو یاد  
ربح مومن کو ندے تو زمیندار  
ہے یہ قول نکتہ دان علم و عقل  
بہترین خلق اور حکمت ہے یہ  
دین اور ایمان ہے مثل شجر  
ہیں جڑیں اوسکی نماز صبح و شام  
دل سے ہے ایمان لانا مثل آب  
اس شجر کی ڈالیاں ہیں بیگیاں  
ساق جس شرع ہے دنیا زکوات  
الغرض مومن کلے باغ جنان

خوف خالق کا گردل میں رہے  
ہاتھ سے ایمان کو جانے ندے  
اہل ایمان کا معاویہ ہے خدا  
حرمت مومن ہے قرآن سے زیاد  
تجھ سے رنجیدہ نہ پور و ردگار  
نظم میں کرتا ہوں اسجا اوسکی نقل  
حاصل ایمان احدیت ہے یہ  
اتقا و زہد ہے جس کا ثمر  
پائیداری جس سے رہتی ہے ہدام  
تخل ایمان کو ہے جس سے آفتاب  
چاہتا ہوں دم سرور مومنان  
برگ ہیں اسکے پسندیدہ صفات  
اور کافر کا ہے دوزخ میں مکان

### بیان مذمت فریضیطان

جانتا ہوں تجھ کو اے نفسِ بلید تو ہے مخفی یا شیطانِ غلیبہ

ہے مراد دشمن تو شیطان لعین  
 ہے مراد وہ دشمن روزِ الست  
 کچھ نہ شیطان کا چلیگا مکرو کیہ  
 نفس تیرا تجھے گر غالب ہوا  
 تجھ سے سرزد ہوں گے افعال قبیح  
 نفس سے اپنے کر لگا کر جہاد  
 تب کر لگا تو حذر شیطان سے  
 قصہ آدمؑ نہیں تو نے سنا  
 حضرت آدمؑ بنے جب خاک سے  
 بعد آدمؑ خلقتِ حوا ہوئی  
 تب کہا حق نے نہایت فہرین  
 تب کیا ابلیس نے دلیں گمان  
 اگ سے میں اور وہ خاک سے  
 الغرض سب نے کیا سجدہ ادا  
 یہ تکبر دیکھ کر شیطان کا تب

تو مگر وہو کا نہ مجھ کو دے کہیں  
 لیکن اس کا تو نہ بجا زور ست  
 نفس کو لایق کیا اگر تو نے میت  
 زمینت دینا پہ تو راغب ہوا  
 تیرے لب پر ہوں گے اقوال قبیح  
 دین و دنیا میں تجھے ہوگا مفاد  
 اور بچیکا ہر طرح نقصان سے  
 اونے ابلیس لعین نے کیا کیا  
 تھا منور جسم نور پاک سے  
 دیکھ کر آدمؑ ہوے بی خوشی  
 سب ملک اس کے لئے سجدہ کرین  
 مجھے آدمؑ کو بہلا نسبت کہاں  
 اس کو کیا نسبت مری اور اک سے  
 پر نہ سجدہ کے لئے شیطان جیکا  
 حق نے فرمایا ابد قہر و غضب

حکم سے میرے کیا کیوں انحراف  
 وسنے اپنا جب کیا اظہار حال  
 تو نے نافرمانی کی اسے پرو غل  
 راندہ نور گاہ تو مردود سے  
 آدمؑ و حوا کو چنچا یہ پیام  
 باغ جنّت کی کرو ہر وقت سیر  
 اسلئے میری ہے تاکید اکید  
 نہ چلیگا تمہارا سکا مکرو زور  
 نخل ممنوعہ کی قربت میں نجباؤ  
 بکہ تھا ابلیس ملعون اشد  
 ہو کے تب وہ سانپ کے منہ میں نہا  
 چھ ہوئی حوا سے ایسی گفتگو  
 بگھڑی دہو کے میں حوا آگئیں  
 وسمین سے آدم کو بھی لا کر دے  
 لہنے میں حوا کے ایسے آگئے

دل میں جو کچھ ہو بیان کر صاف صاف  
 یہ ہوا حکم خداے ذوالجلال  
 تو ہمیشہ واسماں سے اب نکل  
 باب رحمت تجھ پر اب مسدود ہے  
 خلد رہنے کا تمہارے ہے مقام  
 رکھتا ہے شیطان لیکن تم سے بیر  
 ہے تمہارا دشمن ابلیس عنید  
 اس ریاض خلد سے تم ہونگے دو  
 پہل کوئی زہار تم اوسکا نکھاؤ  
 بھڑکی اوسکی آتش بعض حسد  
 آیا حوا کے قرون میں جنان  
 آگئی ترغیب میں وہ نیک خو  
 قول پر شیطان کے گندم کہا گئیں  
 حکم حق سے سرسبز غافل ہوئے  
 حضرت آدمؑ بھی گندم کہا گئے

کہاتے ہی گندم بہت نادرم ہو  
 ترک اولے کے ہوئے جیت تکب  
 ہو گیا بس دور نورانی لباس  
 آدم و حوا ہوئے گریہ کنان  
 سن چکا تو آدم و حوا کا ذکر  
 کیا ہوا کبخت کچھ تو شرم کر  
 نفس کی اپنے نکر تو بندگی  
 دو ملک ہیں دو نوکاندہو نہ سوا  
 کر رہا ہے روز و شب جو چو گناہ  
 مستعد ہو کر کسی بھی کام پر  
 خواہش دنیا یہ تو مائل نہو

بول اوٹھے افسوس ہم آٹھ ہوئے  
 جسم نورانی ہو اسب منتقلب  
 ہو گیا طاری بہت خوف و ہراس  
 حکم حق سے آئے بیرون جناب  
 تجھ کو بھی حلِ مینے کی او سکھو فکر  
 کچھ تو کرا اللہ کا خوف و خطر  
 حشر میں ہوگی تجھے شرمندگی  
 لکھتے ہیں مینے کی بدی لیل و نہار  
 تیرے اعضا و جوارح ہیں گواہ  
 پھلے اوکے غور کر انجام پر  
 عاقبت کی فکر سے غافل نہو

### بیان مذمت دنیا بے ثبات

راغب دنیا ہے اے نفسِ پلید  
 عفتِ دین تو زوال دنیا کو نہ لا  
 حب دنیا دل سے تو اپنے نکال

تو اٹھا یگا بہت رنجِ شدید  
 ہے نہایت بیوفایہ بیسوا  
 زینت دنیا سے دون پر خاک ڈال

دیکھو مائل ہو نہ دنیا کی طرف  
 پروغاد دنیا ہے مانند سراب  
 جائیں جب نزدیک تو پانی نہیں  
 زندگی انسان کی ہے مثل حباب  
 عاقلوں نے خوب بھدی ہر مثال  
 ایامے دنیا میں تو جس روز سے  
 گویا منہ تیرا طرف عقبی کے ہے  
 ساتھ رکھ لے کچھ تو زادِ آخرت  
 توشہ عقبی کمر سے باندھ لے  
 یعنی رہتیا جائیکے لئے  
 کارہائے حیر کر ہو جس قدر  
 بیوفا ایسی عروس دہر ہے  
 ایک حالت پر نہیں دنیا بدون  
 ہے یہ دنیا عرصہ گاہِ امتحان  
 ہر گھڑی ہے موت تیری تاک میں

تا نہوا بجا م تیرا پر اسف  
 دور سے جیسے نظر آتا ہے آب  
 اصل میں ہے خشک تیری زمین  
 حال دنیا سے کہانی یا ہے خواب  
 زندگی کو اس طرح کر تو حسیال  
 پیٹہ دنیا سے ہے تو پھیر ہوئے  
 کر رہا ہے منزل عقبی کو طے  
 تاکہ حاصل ہو مفسادِ آخرت  
 تو کفن کو اپنے سر سے باندھ لے  
 موت ہے اگر ورنہ لے لئے  
 ایک دن ملکِ عدم کا ہے سفر  
 مہر جب کی شوہر و نکو تہر ہے  
 طالب دنیا کی حالت ہے برباد  
 شادی و غم ہیں ہمیشہ تو امان  
 ایک دن جانا ہے تجھ کو خاک میں



یہ نہین ہوتی ہے ہر گز صبح شام  
 گر نہ وہ دنیا موافق کرنے رنج  
 تارک دنیا ہی کہتے ہیں سب  
 گزرے کیسے کیسے شاہانِ سلف  
 خسرو و نوشیروان و قباد  
 عرصہ عالم میں جو تھے پہلوان  
 سام و زال و رستم و افراسیاب  
 راجا گراشبع بہادر و شکیں  
 کیسے کیسے دہر سے اٹھے حکیم  
 کس جگہ دھوڑیں کہاں پائیں تیا  
 سلطنت تھی جنگی کل ہیج نہ آج  
 زیب تن کرتے تھے جو شاہ و وزیر  
 ٹانگتے تھے جو گھوڑا و شاہک میں  
 آج سوتے ہیں وہ سب زیر زمین  
 ہو گئے ہیں چورسارے استخوان

زندگانی ہو رہی ہے اختتام  
 ہاتھ سے ہر گز نہ ہو عقبی کا گنج  
 ہے یہ جیفہ فائدہ اس کے ہے کب  
 ہو گئی ہے سلطنت انکی تلف  
 کس کو دنیا سے ہوا آخر مفاد  
 خاک میں وہ مل گئے کیا کیا جوان  
 مر گئے یہ ہو گیا ہے انقلاب  
 ہو گئے ہیں خاک و نیکے بدن  
 رکھتے تھے جو حکمت و عقل سلیم  
 بوعلی سینا و جالینوس کا  
 پادشاہوں کا نہ ہے وہ تخت و تاج  
 طلسم و کنجواب و دیبا و حیر  
 انکو دنیا نے ملایا خاک میں  
 پوچھنے والا کوئی اُن کا نہین  
 قبر کا باقی نہین نام نشان

بسکہ مجھ مرد اردو نیل ہے خراب  
 چھوڑ دے لہو و لعوبے نیک کے سب  
 خواب غفلت میں غبٹ سوتا تو  
 طفل ہو یا ہو جوان یا ہو مومن  
 کیا جنب رکھتے آئیگی حل  
 باوجود اسکے مے پھر کیا کیا خیال  
 ہے ہمیشہ فکر تعمیر مکان  
 عمر طولانی کی رکھتا ہے امید  
 ہے تمنہ اور کیا کیا آرزو  
 رات دن رہتی ہے فکر غر و جاہ  
 تیرے دل کو ہے یہ ناحق انتشار  
 اس قدر غالب ہوئی دنیا کی فکر  
 زینت دنیا پہ ماہل ہو گیا  
 یاد رکھو یہ سب اگر ہے نیکذات  
 کاہلی و شک جو طاعت میں کر رہی

طالبوں کو اسکے کہتے ہیں کلاب  
 ہیں یہی تیری حسرت کی سبب  
 عمر رانی کیوں غبٹ کہو تا ہی تو  
 موت سے کوئی نہیں ہے مطمئن  
 زندگانی میں پڑے گا کب خل  
 کر رہا ہے جمع تو مال و منال  
 پر بنائے قبیرہ دہن ہی کہاں  
 چاہتا ہے دہر سے ہوسٹیف  
 مال دنیا کی ہے کیا کیا جستجو  
 ہے اسی دہن میں تری حالت تباہ  
 ہے ترا سیر ایک در سودے ہزار  
 ترک تو نے کر دیا حلق کا ذکر  
 بندگی سے اس کی غافل ہو گیا  
 دیکھ غافل کے یہ ہوتے ہیں صفا  
 یاد خالق سے جو بے پروا رہے

نیک کاموں کو عمل میں جو نہ لاکر  
 فنکرو دنیا کی ہو یا ہو کو کھیل  
 تو ہمیشہ دیکھتا ہے ناچ رنگ  
 روز و شب بڑھتا ہے تیرا شوق  
 طالب دنیا کی یہ ہے اک مثال  
 اس طرح سے اوسکا ہے حال خراب  
 اوس کنوین میں ہو وہ آویران خواہ  
 موش دو ہون ایک کالا اک سفید  
 شہد تہوڑا ہو لگا اوس چاہ پر  
 کی نظر نیچے تو کیا ہے دیکھتا  
 دیکھتا ہے یاس سے اوپر اگر  
 باوجود اسکے ہے راغب شہد کا  
 چاہ ہے گویا کہ دہرید صفات  
 جسکو اثر دے کہا وہ ہے حل  
 موش وہ دورنگ کے ہیں صبح و شام

وقت جب آئے تو اوندکو ہو بچا  
 ساتھ اوسکے ہے نہایت تجھکیل  
 تجھکو بہاتی ہے صد آہ و چنگ  
 تجھکو اک ساعت بغیر سکے ہر شوق  
 موت کا جسکو نہ ہو ہرگز خیال  
 ہو کھر میں اوسکی گویا اک طناب  
 اثر دہا کرتا ہو جس میں انتظار  
 کرتے ہوں رستی کو وہ قطع و برید  
 مکھیاں ہوں جمع اوسپر سرسبز  
 اثر دہا بیٹھا ہے منہ کہولا ہوا  
 چو ہے رستی کو کترتے ہیں وہ  
 چاہتا ہے حلق ہو میٹھا ذرا  
 اور وہ رستی ہے انسان کی جیت  
 زندگی میں ڈالتی ہے جو خسل  
 عمر کی ڈوری کترتے ہیں مدام

نیک کاموں کو عمل میں جو نہ لا  
 نہ کر دنیا کی ہو یا ہو کو بھی میل  
 تو ہمیشہ دیکھتا ہے ناچ رنگ  
 روز و شب بڑھتا ہے تیرا شوق  
 طالب دنیا کی یہ ہے اک مثال  
 اس طرح سے او سکا ہے حال خراب  
 او س کنوین میں ہو وہ آویران خوا  
 موش و مہون ایک کالا ک سفید  
 شہد تہوڑا ہوا لگا او س چاہ پر  
 کی نظر نیچے تو کیا ہے دیکھتا  
 دیکھتا ہے یاس سے او پر اگر  
 باوجود اسکے ہے راغب شہد کا  
 چاہ ہے گویا کہ دہرید صفات  
 جسکو اثر دے کہا وہ ہے حل  
 موش وہ دورنگ کے ہیں صبح و شام

وقت جب آئے تو اونکو پہنچا  
 ساتھ او سکے ہے نہایت چھکھیل  
 تجھکو بہاتی ہے صد آہ و چنگ  
 تجھکو اک ساعت بغیر اسکے ہر شق  
 موت کا جسکو نہ ہو ہرگز خیال  
 ہو مکر میں او سکی گویا اک طناب  
 اثر دہا کرتا ہو جس میں انتظار  
 کرتے ہوں رستی کو وہ قطع و رید  
 مکھیاں ہوں جمع او سپر سر بسر  
 اثر دہا بیٹھا ہے منہ کہولا ہوا  
 چو ہے رستی کو کترتے ہیں دہر  
 چاہتا ہے حلق ہو میٹھا ذرا  
 اور وہ رستی ہے انسان کی جاتا  
 زندگی میں ڈالتی ہے جو خسل  
 عمر کی ڈوری کترتے ہیں مدام

شہد سے دنیا کو دن کی لذتیں  
طالب دنیا ہے وہ ہر کس  
کیجو دنیا کو حاصل اس قدر  
ہاتھ سے دنیا کو کہو کہ تو نہ بیٹھ  
آخرت کو کہو نہ دنیا کے لئے  
لیکے دے دنیا کو عقبی کے عوض  
ہے یہ دنیا ایک دریاعہ حقیق  
اس سے گر منظور ہے پاناخت  
جان لے ایمان کو کشتی سگیاں  
عقل کو اپنی بنا تو ناصدا  
خواہشات دنیوی کو ترک کر  
بے محل حد سے زیادہ ہو جو شاد  
اہل دنیا کے یہ ہوتے ہیں صفات  
چھوڑ دے دنیا میں تو اس کام کو  
الغرض ہے زندگانی بے ثبات

جن میں صد ہار بج صد آفتین  
کچھ ہنیں ہے جسکو فکر پیش پس  
جس سے عقبی کو نہ پہنچے کچھ ضرر  
مفاس و محتاج ہو کر تو نہ بیٹھ  
پر معاصی ہو نہ دنیا کے لئے  
منتفع و دونوں سے ہو تو الغرض  
اشنا اسکے ہوئے لاکھوں غریق  
نیک ہو جائیں ترے سار صفتا  
اور تو گل کا بنالے باد بان  
جس کا لنگر ہے مشقت اور بلا  
گرد سے عصیان کے دامن کو نہ بھر  
اور جو کہائے بہت سوکزیاد  
چاہئے ان سب سے مومن کی ذات  
نفع جس میں آخرت کا کچھ نہو  
کچھ تو ہوئے باقیات الصالحات

## بیان مذمت جمع نمودن مال و زر

خواہش زر کیوں ہے آخانہ خراب  
 رنج و نیگ تجھ کو یہ اموال و زر  
 مال داری کیوں نہودینا میں بد  
 حسیج ہو زاید اگر آمد ہو کم  
 بی ضرورت بھی نہ ہرگز صرف کر  
 یہ مثل صادق نہ آئے یگیان  
 حسیج بچا کر کے تو مسرف نہ بن  
 ہے علامت یہ ہر اک سرف کی  
 کہائے پہنے یا کہلائے ایسی شے  
 حسیج کم رکبہ ہو اگر آمد زیاد  
 یہ مثل مشہور ہے تجھ کو سناؤں  
 خرچ میں زر کے ہے لازم اعتدال  
 مال و زر حق نے دیا تجھ کو اگر  
 کہہ اٹھ کر او سکو جو کچ ہے

تو نہ پائے گا کبھی راہ صواب  
 دین و ایمان سے ہے چھ جہان کا واپ  
 اہل دنیا کرتے ہیں بغض و حسد  
 تجھ کو سہنا ہو بیگاریج و اہم  
 اک نہ اک دن مفلسی کا ہے خطر  
 قوت و انایان ہے مال احمقان  
 دوست مسرف کا نہیں ہے تیرا من  
 عافیتوں نے ہیں کتابوں میں لکھی  
 جو نہیں اس کے قرین حال ہے  
 تار ہے تو زندگی بھر اپنی شاہ  
 جتنی چادر ہے تو پہلا او تنہا پاؤں  
 تاکہ آخرین نہو تجھ کو ملال  
 لازمی اپنے لئے تو صرف کر  
 تادہ سپاند و نکی خاطر سے رہے

اوس میں کون سے خدا کی راہ میں  
 اعلیٰ ذوی القربیٰ کو پہلے پہل  
 دوسرا درجہ یتیموں کا ہے بس  
 تیسرے وہ مستحق مسکین ہیں  
 درجہ چارم میں ہے ابن السبیل  
 دس مطابق شرع کے خمس و زکوات  
 ہے تراکس کام کا یہ مال و زر  
 مال و زر سے کوئی احرص نہ ہو  
 ہے اگر زردار رکھ دل کو غنی  
 جو کوئی ہو گا سخی و حق شناس  
 دے گا عین مستحق کو تو اگر  
 خواہش دولت کر تو اجتناب  
 حشر میں گر چاہتا ہے اپنی حشر  
 کرتلف ہرگز نہ حق الناس کو  
 دیکھہ تو حشر گر نہکس مال یتیم

بس طرح آیا کلام شہین  
 جو کہ فلسس ہوں نہ ہوں اہل دل  
 کر عنایت اونکو جو ہو دس ترس  
 اہل سلام اور جو رکھتے دین میں  
 ہو مسافر کی بھی یعنی کچھ سبیل  
 آخرت میں تاکہ ہو تیری نجات  
 مستحق گر ہوں نہ اس سبب ہو  
 تاجبان کی تجھ کو حاصل سیر ہو  
 ہے غنی وہ جب کا دل بھی ہو غنی  
 رہنے پائیگا بہنیں زرا دسکے پا  
 روز محشر تو اٹھائیگا ضرر  
 عاقبت تیری نہو جا خراب  
 صرف میں ہرگز نہ لا تو مال غیر  
 تا عذاب آخرت تجھ پر نہو  
 ورنہ ہو گا تو بہ ہنم میں مقیم



دشمنی ہے مال و زر کی دوستی  
 اس سے سوز و ہوتے ہیں فسق و فجور  
 جمع کر رکھنے سے ہے کیا فایدا  
 کر ذرا تو اپنے دل میں فکر و غور  
 جمع زر کرنے میں تو آفت اٹھائے  
 یاد رکھو محشر میں آخانہ خراب  
 حال قماروں کیا نہیں تلو سنائے  
 تھے خسرا نسیم و زر کے اس قدر  
 دولت دنیا تھی بچید و حساب  
 بادۂ دولت سے وہ غمخور تھا  
 حکم موسیٰ پر نہ کی کچھ اعتنا  
 دید یا موسیٰ نے جب حکم زکوات  
 حکم موسیٰ سنکے کہا یا چوتاب  
 ولین بولا جاسیگی دولت کثیر  
 زر کے دینے میں تھا بچی و بخیل

اور نہ وجہ کی پس کی دوستی  
 اور نہ عاقبت رہتی ہے دور  
 اک نہ اک دن چھوڑ کر مر جائے گا  
 کو نہا یہ عفت لمندی کا ہے طور  
 حنیچ کر کے دوسرا راحت اوکھا  
 دنیا ہو گا ذرے ذرے کا حساب  
 مال و زراحت کر کو اوسکا کیا ہوا  
 کنجیان جنکی کئے بارشتر  
 دین موسیٰ پر نہ تھا خانہ خراب  
 اپنی ثروت پر زبس مغرور تھا  
 ہر گھڑی دیتا رمارنج و عمن  
 ہتھ ازبس قارون لیم و بد صفا  
 سکہ زر تھا پاس اس کے بھاب  
 دون زکوات اسکی اگر میں ناگزیر  
 عبد نسیم و زر تھا بچید و رفیل

ہو گیا پھر امر اس کو ناگوار  
 سُنکے موسیٰ کو ہوارِ بچ و ملال  
 گرزولِ قہر قارون پر نہیں  
 غیب سے اس وقت آئی یہ ندا  
 حکم دید و مت کو جو منظور ہو  
 سُنکے موسیٰ آئے قارون کے قرین  
 دیکھ کر قارون ہوا خائف کمال  
 رحم اور خوشی کی دی کیا کیا قسم  
 پر نہ موسیٰ نے کیا کچھ بھیان یہ  
 ساتھ مال و زر کے اس کو غرق کر  
 حکم موسیٰ کا زمین نے جب سُننا  
 سُن چکا قارون کا تو نے تذکرا  
 جمع کر ہر وقت گنجِ آخرت  
 حیف ہے کچھ بھی نہیں تھک خیال  
 عمر کی تو نے بسر کس کام کی

مَنہ سے بد کھنے لگا وہ نابکار  
 ہاتھ اوٹھا کر کی دعا یا ذوالجلال  
 پس مین گویا تیرا غیبِ سر نہیں  
 ہے تمہارے حکم میں رض و سما  
 شاد ہو کس واسطے رنجور ہو  
 تہر حق لائے ہوا اس کو یقین  
 ہو گیا اس کو نہایت انفعال  
 روکے چلانے لگا کیجے کرم  
 بس زمین کو دیدیا فرمان یہ  
 تانہ پایا ہے یہ اپنی حیرت  
 غرق مال و زر کے ساتھ اس کو کیا  
 دولت دنیا سے ہاتھ اپنا اٹھا  
 تا اٹھانا ہو نہ رنجِ آخرت  
 حشر میں پوچھ گیا تجھ سے ذوالجلال  
 تو نے کیا تمہیل کی احکام کی

تو نے پہر سچ او سکو کس کسجی کیا  
 او سدھ آئیگا تجھے کیا کیا حجاب  
 دیکھ کر شیطان نے ازراہ حیل  
 عشق میں سب اسکے ہونگے مبتلا  
 میری دام مکر میں آجائینگے  
 کرا مانت داری کو تو اختیار  
 پلے جو کچھ او سپہ تر کر اکثفا  
 ہے قناعت میں نہایت منفعت  
 دوسروں کج بھی لئے ہونا پسند  
 دولت عقلے کی رہ کھنسیل میں

کس جگہ سے تے نے زیر پیدا کیا  
 ان سوالوں کا تو دلیگا کیا جواب  
 درہم و دینار کو روزِ ازل  
 چوما اور آنکھوں پہ رکھ کر یہ کہا  
 کچھ نہ حکم حق عمل میں لائینگے  
 تجھ کو ہو منظور گر ہو بالدار  
 باتھ سے جو چیز چاہے غم نہ کھا  
 کر قناعت جو تجھے ہو محنت  
 امر کوئی ہو جو تجھے کونا پسند  
 رہ خدا کے حکم کی تعمیل میں

### بیان طاعت و بندگی

تو نکر ضایع کہی عمر عزیز  
 پہر نہیں آتا پلٹ کر آبِ جو  
 تو کہیں ابلیس کا بندہ ٹھو  
 اب کر کو ضایع فضیلت کے نکر

ایدل نادان اگر کچھ ہے تمیز  
 وقت کو ہرگز نہ ہو بیکار تو  
 سن نصیحت کو پر اگندہ ٹھو  
 پڑھ من از پنجگانہ وقت پر

رات کی ہو یا کہ ہوون کی نماز  
 حاصل اس سے کیون نہو قرب خدا  
 رونق دین رکن ایمان ہے نماز  
 حشر میں بحث ایسی کی تجھ کو یہی  
 سر جہ کا اپنا تو خبر بندگی  
 قلب کو کرایہ حلق میں رجوع  
 یہ سمجھ لے سامنے گویا ہے وہ  
 بندگی سے تجھ کو حاصل ہو سرور  
 ہو صلوٰۃ و صوم اگر تجھے قضا  
 الغرض ہے تاک میں تیری اجل  
 دہر و نکی ہو گئی الفت تجھے  
 یاد و فرخ کی تجھے آتی نہیں  
 کار دنیا سے نہیں فرصت کبھی  
 اگر کبھی نال طبیعت ہو گئی  
 ہو کے استادہ اقامت کے لئے

ہے سدا معراج مومن کی نماز  
 کیون کہ وہ رہتا ہے شیطان بھلا  
 رحمت حق راہ عرفان ہے نماز  
 حنہ مدین لیجائیگی تجھ کو یہی  
 تاکہ عقبے میں نہو شرمندگی  
 کر عبادت او سکی بقا صد خشوع  
 تیرے ہر اک فعل کا مینا ہے وہ  
 رستگاری پائے تا یوم النشور  
 پاکہ فرصت جلد کر لے تو ادا  
 تو نہ مرجائے کہیں بے عمل  
 پھر ہوگی کس طرح غفلت تجھے  
 کچھ طبیعت تیری گھبراہتی نہیں  
 کس طرح سے ہوگی پھر غلطی  
 ختم یوں تیری عبادت ہوگی  
 صاف اٹھاتا ہے جو نیت کے لئے

تجھ کو کیا کیا آتے ہیں سدھ خال  
 حکم شائع کے تو کرتا ہے خلاف  
 فکر رہتی ہے کہ ہو بس اختتام  
 یوں نماز حق تو پڑھتا ہو سدا  
 کب حضور قلب سے کننگی  
 فکر دنیا میں جو تو مشغول ہو  
 طاعت یحییٰ کا لکھا ہے یہ حال  
 جب کھڑے رہتے تھے وہ بھر نما  
 کانپتا تھا بید کے مانند جسم  
 رات دن روتے تھے ایسا زار زار  
 جسم میں رکھتے تھے بالوں کا لباس  
 پیٹ بھر ہرگز نہ کھاتے تھے غذا  
 ہو گئے تھے اس قدر وہ ناتوان  
 روزہ دار و زاهد و طاعت گزار  
 مثل تھا انکا نہ کوئی ہم دین

طاعت حق تجھ کو ہوتی ہے وبال  
 حرف تک منہ سے نہیں کہتا ہر صاف  
 جلد ناریخ ہوں کھین پڑا ہر سلام  
 رسم دنیا جیسی کرتے ہیں ادا  
 حیف ہے ہوتی نہیں شرمندگی  
 تیری طاعت کسطرح مقبول ہو  
 تھے نہ حضرت صاحبِ اہل و عیال  
 اس قدر ہوتا تھا خوفِ بے نیاز  
 لب پہ جب اللہ کا آتا تھا اسم  
 ہو گئے مجروح تھے دونوں عذا  
 کرتے تھے بالوں کی ٹوپی زیبِ راس  
 سو کھرا کاٹا بنے تھے دست و پا  
 جسم سے باہر تھے سارے استخوان  
 مشقی و عبادت پر بہیز گزار  
 تھے ہمیشہ نیکیوں کے جہدین

سُن چکا تو حضرت یحییٰ کا ذکر  
 کر عبادت پر نہ ہرگز تو غرور  
 جانتے ہیں اسکو بد جو عین سیل  
 چاہتے خوفِ کریم بے نیاز  
 بندگی تیری نہ شاید ہوشبول  
 اگر ترے عصیان ہیں بید شیمان  
 کیا عجب ہے بخشدے تجھکو رحیم

طاعتِ حق کی ہمیشہ رکھ تو شکر  
 یہ صفت شیطان کی ہے رہ اس دُور  
 وہ کبھی ہوتے محضینِ خوار و ذلیل  
 عمر محبر گو تو رہے صرف نماز  
 رہ ہمیشہ پر خطِ روا یم ملول  
 رحمتِ خالق کا رہ امیدوار  
 کیا عجب بھیجے نہ دوزخ میں کریم

### بیانِ مذمتِ روزی حرام

حیفِ انفسِ دنیٰ ناحق شناس  
 اختیار ایسے کئے ہیں تو نے کام  
 راغبِ دنیا ہوا تو اس قدر  
 نہ کسی سے مانگتا ہے بے ادب  
 ہے یہ ارشادِ جنابِ کردگار  
 تجھ کو بھونچا دو نگاہِ رزقِ حلال  
 تو ہو گر راغبِ سب کو سبِ رام

حکمِ حق کا کب کیا ہے تو نے پا  
 جسکو فرمایا ہے شارع نے حرام  
 عاقبت کا کچھ نہیں خوفِ خطر  
 جو طلب کرنا ہو کر اوس سے طلب  
 مجھ سے روزی کا اگر ہے خواستگار  
 تجھکو ذرا بھی بخو جس کا خیال  
 قوتِ جائز نہیں ہے تجھکو کام

تجھ کو بجائے جو قوت لایموت  
 حرص کر کے ہونہ خیر و مکر  
 کاہلی سے کسلے کیون ہے ست  
 گھر میں کیا بیٹھا ہے تو اپر و غل  
 جستجو کر او سپہ رکھ دار و مدار  
 بڑھ کے سے مان باپ سے بھی ہربان  
 بطن مادر میں تری کی پرورش  
 اوس جگہ تیرا محفظہ رہا  
 کی حفاظت تیری ہر دکھ و درد سے  
 خیر سے جب نو مہینے کا ہوا  
 شیر مادر روزی ٹھہرائی تری  
 باپ کو مان کو محبت اوسنے دی  
 روز و شب کتے تری ہر اک خبر  
 ظاہر ایا لہ تجھے مان باپ نے  
 عقل جب آئی تو آفت میں پڑا

شکر کراشد کا اور کر سکوت  
 اپنے حق میں تو ناظم و مہتمم  
 باندہ لے اپنی کمرہت کی کسبت  
 مرد میدان سے تو میدان میں نکل  
 دیکھ گیا کرتا ہے پھر پروردگار  
 وہ خبر لیتا ہے تیری ہر زمان  
 تجھ کو بھنی یا وہان قوت و خورش  
 جس جگہ تیری خبر گیران تھا  
 اور کجا یا تجھ کو گرم و سرد سے  
 پیٹ سے مان کے تجھے پیدا کیا  
 بڑھتی جائے تا توانائی تری  
 تا بخوبی پرورش ہوئے تری  
 چلنے پھرنے میں نہ پہنچے کچھ ضرر  
 تا جوانی ماز تیرے سب سچھے  
 فکر روزی و معیشت میں پڑا



حیف ہے تجھ کو نہ آیا کچھ خیال  
 مجھ کو چھینا گیا رزق بھی  
 دوست کا غیر ورنہ کیوں شکوہ  
 لایق طاعت مرا خالق ہے وہ  
 بندگی یا معصیت اُسکی کرن  
 تا دعا بھی تیری ہوئے تجاب  
 ہو گا بعد از مرگ فرخ میں مقام

غیر سے تو نے کہا سب اپنا حال  
 پرورش جس نے کہ طفلی میں ہے کی  
 مدعا ہر ایک کے کیوں کر کھوں  
 حیف ہے سمجھا نہیں رزق صوفی  
 رزق دیتا ہے ہمیں ہر حال میں  
 غیر جائز رزق سے کر اجتناب  
 گر کبھی کھا بیگا تو رزقِ حرام

### بیان مذمت ظلم و جور

کوئی آئندہ ہو ترایا ہو کنینہ  
 مارتا ہے اُس کو بھرا ہوا مقام  
 تو خفا ہوتا ہے دیتا ہے سزا  
 لب پر لگتے ہیں کلامِ نادرست  
 کیون نہ ہو تو لایق غیظ و غضب  
 ہو گیا محشر میں تیرا کیا مال  
 جانتے ہیں اُس کو سب جہنم

کیا ہوا ہے تجھ کو نفسِ بے تمیز  
 وقت پر جہدم بجالائے نہ کام  
 اون سے سرزد ہوا اگر کوئی خطا  
 غیظ میں کھتا ہے اُن کو سخت و ست  
 کر رہا ہے جو خلافِ حکمِ رب  
 لیکن اُس کا کچھ نہیں تجھ کو خیال  
 خوب ہے یہ قولِ لقمانِ حکیم

بلکہ اپنے نفس پر سے کر تو غور  
اک نہ اک دن تجھ کو تھنچیکا ضرر  
دایم اونے کر سلوک اسے نہ کھنچ  
اور نخواستہ جبر ہر سہم کھنچ  
اور کسی کو بھی نہ دے دشنام تو  
تابع فرمان ہیں وہ مظلوم ہیں  
تا نھو جائے تو عاصی پیش رہ  
اک نہ اک دن جانکا سے بس خطر  
آہ مظلوموں کی ہے قہر خدا

دور سر و نیر کب سے تیرا ظلم و جور  
ظلم چھو اتھر دکھا لگا اثر  
ہو ملازم یا کوئی مملوک ہو  
دے کسی کو بھی نہ رنج و غم کبھی  
کر کسی سے بھی نہ بجا گفتگو  
دے نہ ایذا اونکو جو محکوم ہیں  
دل پہ قابو رکھ تو سنگام غضب  
حاکم ظالم کے ہم سایہ سے ڈر  
بیگنا ہوں گو نہ ہرگز تو ستا

## بیان تعریف دوستی و اقسام دوستان و مذمت دشمنان و مذمت صحبت بد

تو کسی سے بھی نہ رکھ بغض و حسد  
ایک بھی دشمن زیادہ سے مگر  
ہر کسی سے دوستی کر اختیار  
غیر بھی ہو جائیگے تیرے رفیق

بڑھکے نادان نفس مجنوں  
تب بھی کم سے سیکڑوں میں ستگر  
سے زمانے میں اگر تو بختیار  
تو اگر اپنا رکھ گایٹھ طریق

دشمنوں سے بھی رکھ کر اتفاق  
 اوس سے دوری کا کبھی طالب نہ ہو  
 سامنے آجائے گرتیرا عدو  
 تجھ سے ملنے میں اگر سبقت کرے  
 تو بھی اسکی طرح کر لطف و کرم  
 چاہلو سی پر نہ اوسکی بھول جا  
 عاتل و دانا عدو ہوتا ہی جو  
 چرخ راہی کی تری رکھتا ہی دھن  
 دے اگر کوئی تجھے گاھے فریب  
 ہر کسی سے جو کوئی غیبت کرے  
 اگر مصیبت میں کوئی ہو مبتلا  
 جس میں ایسے بد خصال ہوں بھان  
 جو کہ ہے بے عقل پس اسکو نہ کر  
 بلکہ ہو جانا ہے وہ تیرا عدو  
 عاتلون کی دشمنی سے تو نڈر

تاناہ چھپائے ضرر او کا اتفاق  
 پاکے فرصت وہ کہیں غالب نہ ہو  
 دیکھ کر اسکو نہ تو ترش و  
 ظاہر اغت کرے شفقت کرے  
 پر نہ ظاہر کر گذشتہ رنج و غم  
 باخبر رہ اور وہو کے میں نہ آ  
 گو بھین کرتا ہے ظاہر رنج کو  
 اس نصیحت کو تو گوشہ سے سن  
 لے نہ بدلا اور کر صبر و شکیب  
 سامنے آجائے تو مدحت کرے  
 دیکھ کر دل میں ہو خوش بے انتہا  
 اسکو کہتا ہے منافق سب جھان  
 کیونکہ کچھ اسکو بھین ہوتا اثر  
 دور اُس سے رہ اگر عاقل ہے تو  
 دوستی سے جاہلون کی کر حذر

تین تہوں کے محب ہیں یاد رکھ  
دوست اک ہے وہ بھی جو خود غرض  
وقت بد میں جو شیر کھال ہو  
دوسرا وہ دوست جو ہو دوست کا  
دشمنوں کے تین بھی اقسام ہیں  
اولا وہ ہے جو ہو نقصان کا  
دوسرا دشمن ہے۔ دشمن دوست کا  
بد چلن کا ہونہ ہرگز ہم نشین  
صحبت بد سے تو غزلت خوب ہے  
قول سعدی کیا بھلا ہے واہ وا  
نوح کا بیٹا بدون میں جب ملا  
کہف کے اصحاب میں گلیٹھک  
صحبت بد سے ہمیشہ کھنڈر

آپ کو صحبت سے ان کی شاد رکھ  
ساتھ دے ہو مفلسی یا ہو مرض  
نذر کر دے جان ہو یا مال ہو  
دوست ہے۔ دشمن کا دشمن تیرا  
جو نکھایت بد میں نامہ رجام ہیں  
ابرو کا اور تیری جان کا  
دوست دشمن کا ہے۔ دشمن تیرا  
ہو اثر اسکا نہ تجھ میں بھی کہیں  
نیک صحبت سے خد معیوب ہے  
جو گلستان میں لکھا ہے بر ملا  
خاندان کو گم نبوی کے کیا  
ہو گیا انسان کو کھنڈر جانور  
صحبت بد میں ہمیشہ ہے خطر

بیان حقوق الدین و اولاد و حسن خلق

حق کسی کا بھی نہ کر ہرگز تلف

ہے اگر ایل تو خوان شہر

رکھ نظر میں تو حقوق والدین  
 کیجیو پیوستہ نیک نشہ سلوک  
 جان و دل سے مان تو انکا کھا  
 جس سے ہو جائینگے ناموشن پان  
 صے یہ قول راویانِ معتبر  
 ہو گئے یوسف عزیزِ حضرت  
 غیظ میں یہ حکم خالق کا ہوا  
 باپ مان کی تو نے جو عزت نکلی  
 باپ کی اور مان کی تو تعظیم کر  
 جو بزرگون کا کرے گا احترام  
 یاد آیا ایک قصہ بر محل  
 گزرے ہیں جو خوش صفات نیکذات  
 الغرض تھے تین اصحابِ رفیم  
 حیرت سے پڑنے لگا منہ کیسیک  
 سنا منے آیا نظر کو وہ بلبند

دین اور دنیا میں تا حاصل ہوین  
 لا اطاعت میں نہ انکی کچھ شکوک  
 آخرت میں تاکہ ہو تیرا حبل  
 وہ نہ سونکھیا کبھی بوجہ جان  
 اسکو کرتا ہوں بیان میں مختصر  
 باپ اور مان کی نکلی تعظیم تب  
 غرہ تو نے پادشاہی پر کیا  
 نسل سے تیری نحو گا اب بنی  
 جو کہیں اسکو بجاں تسلیم کر  
 دین و دنیا میں وہ ہو گا نیک نام  
 نظم کرتا ہوں میں کرا و پر عمل  
 دونوں عالم سے ہوئی جنکی نجات  
 راستہ چلتے تھے وہ بخوف و بیم  
 برق کی ہونے لگی ہر سو چمک  
 غار اک بھبرا مان آیا پسند

ہوتے ہی اوس غار میں جا کر نہان  
 بند جہدم ہو گیا منہ غار کا  
 ایک اونٹن سے یہ بولا خوش صفا  
 جس نے عند الحق کیا ہو کارینک  
 غالباً ہم کور مائی دے خدا  
 مکنے اُن میں سمجھ بولا اک جوان  
 ایک زوجہ تھے کئے لڑکے صغیر  
 دسترس ہوتا جو کچھ بھر طعام  
 پھلے کھا لیتے جو میرے والدین  
 دیر سے اگر دز آیا میں جو گھر  
 مینے دیکھا جب کہ وہ ہیں خواب میں  
 اس قدر محب کور مایاں اس ادب  
 لیکے مہا تھو پیر چلے جام شیر  
 باپ مان شب بھر اودھر سو رہے  
 پھلے لڑکوں کو چمچیں دیون ذرا

حکم حق سے ڈھپکیا سنا گران  
 باہر آنے کا نہ پایا راستا  
 استگونی دیگی ہم سب کو نجات  
 اُسکو ظاہر اسگہڑی کر دے ہر ایک  
 ہو قبول اُسکے سبب شاید دعا  
 تھے ضعیف پیر میرے باپ مان  
 دور تھا میں گلہ بانی کا حبیر  
 لیکر آتا اپنے گہر میں وقت شام  
 بعد میں اہلیہ جہلمہ نور علین  
 اتفاقاً سو گئے مادر پدر  
 رات گزری میری سپچ خواب میں  
 کر سکا اُنکو نہ میں بیدار تب  
 منتظر بیٹھا ہوئی وہ شب اخیر  
 بھوک سے لڑکے اودھر روتے رہے  
 مجھ بچپن زرخار مجھے ہو سکا

واسطے تیری رضا کے اسے غفور  
 غار سے سنگ گرا نکو دور کر  
 ہو گئی مقبول بس اسکی دعا  
 دوسرا پھر اٹھکے یوں کہنے لگا  
 تھی محبت مجھ کو جو اس سے زیادہ  
 ناگمان بس آگیا دل میں نیال  
 اُس نے گویا ہر کیا انکار بھی  
 لا کے دیا اگر مجھے سوا شرفی  
 جمع کر کے مینے با صد جستجو  
 اور کہا اب کیجیو وعدہ وفا  
 سے تجھے گر کچھ بھی خوف کرو گار  
 سننے کے یہ مین ہو گیا خائف کمال  
 ایچھا آگاہ سے عالم سے تو  
 کھدے سچ سچ یہ مینے واقعات  
 سامنے سے اور پھر دور ہو

ہو گیا اس امر کا مجھ سے ظہور  
 تاکہ نور آسمان آئے نظر  
 تھوڑا پتھر سامنے سے ہٹ گیا  
 جنتِ رحم اک مری تھی مد لقا  
 دیکھ کر ہوتا تھا بچہ اس کو شاد  
 وصل کا اُس سے کیا مینے سوال  
 پر کیا اس شرط سے اقرار بھی  
 وصل پر مین ہو نگے راضی اُسکے ہی  
 رکھ دیا جس وقت اس کے روبرو  
 اُس نے تب روبرو کے یہ مجھے کیا  
 تو نہ کہ نام مجھ کو نہ ہنسار  
 دور دے ہو گیا بس وہ خیال  
 بخشنے والا ہے اور راحم ہے تو  
 عفو کروے اس بلا کے نجات  
 تاویل عنہ مکیں مرا مسرور ہو



رحمتِ حق کا ہوا اُس دم نزول  
 اور تھوڑا ٹھیک سنگِ گران  
 تیسرا پھراٹھکے یوں کہنے لگا  
 مجھ کو اک مزدور کی حاجت ہوئی  
 کام جو ٹھرا تھا اُس نے کر دیا  
 مینے با صد جد و جہدِ بشمار  
 بعد مدت کے پھر آیا وہ ہیر  
 دیدیا تیری رضا کے واسطے  
 یا اٹھی کر دعا میری قبول  
 سامنے سے دور ہو چھپ کر لین  
 غار سے وہ دور تھپھر ہو گیا  
 ہو گئی اُس غار سے جب غلصی  
 ایجا ہم سب کا یوں ایمان ہو  
 رکھتے ہیں اخلاق جو دنیا میں نیک  
 یہ خدا کے پاک کا فرمان ہے

ہو گئی اُسکی دعا فوراً قبول  
 اور نظر کرنے لگا کچھ آسمان  
 تو مجھے واقف سب سے بھتہ ایجا  
 نصف درہم ٹھہری اجرت اُس گھڑی  
 پر نہ لی اجرت روانہ ہو گیا  
 نصف درہم کے لئے جب س ہرا  
 بخند ہی مینے وہ سبے دولت کثیر  
 ہاتھ اٹھائے ہوں دعا کے واسطے  
 مدعا دل کا مرے بھی ہو حصول  
 اس بلا سے جائیں ہم بچ کر کہین  
 آسمان نظرون میں اظہر ہو گیا  
 اپنے اپنے گھر کی سب سے راہ لی  
 ایسی ہی ہر اک بلا آسان ہو  
 پاتے ہیں وہ منفعت عقبا میں نیک  
 اور حبرا احسان کی احسان ہے

وقت اس کرتی ہے قائم دم  
چاہ اُنکو لطف و احسان اُنہ کر  
تار ہے نظرون میں تو باغ و شان  
تا نہوا اُنکی نظر میں تو ریک  
تا نہ بھینچے تجھے کوئی ضرر  
سینکوں ہرگز نہ کہیں گایدی  
سینکوں گرنی بدی سے جطرح  
دوست ہو جائے کیون دشمن ایک  
جس سے تابع ہوتے ہیں ہر مرد و زن  
جو ہیں بد اُنکا نہ بن ات بھی تو

حسن خلق اُٹا ہے ہر اک جالیہ کام  
تجھ کو خالق نے سے دی اولاد اگر  
اپنے چھوٹوں پر رہا کر مہربان  
اپنی صحبت میں نہ کر اُن کو شریک  
حسبہ اور احسان کر ہر ایک پر  
جو ہیں بد اُن سے نکرین کی کبھی  
کرنا نیک کی ہے بدوں سے اس طرح  
جو ہر انسانیت سے خلق نیک  
سے عملِ خیر کا خلق حسن  
ہو غلام اُنکا کہ جو ہیں نیک خو

### بیان مذمت حرص

حیف ہے پھر آبرو پر گربشی  
رشتہ الفت کو اُس سے توڑ دے  
اپنی عزت کو وہ کہوتا ہے حرص  
جس تدراسکو ملے وافی نہو

حرص کو کر ترک اے نفسِ دنی  
حرص دنیائے دنی کو چھوڑ دے  
دار و دنیا میں جو ہوتا ہے حریض  
لاکھ زرا اُسکو ملے کافی نہو

ادھی کو حرص کرتی ہے خراب  
 ہے جو حرص دولت و جاہ و شہم  
 نیک و بد کا کچھ نہیں رہتا وہ بیان  
 مان نہ ہو تو مطلقاً پابند حرص  
 حرص سے بدتر نہیں ہے کوئی شے  
 کوئی مومن ہو نہ اس میں مبتلا

چاہے عاتل کو اس سے احتیاء  
 بدلے راحت کے لیکار بچ و غم  
 حرص میں دیتا ہے اکثر اپنی جان  
 ہے گنہگار خدا پابند حرص  
 حرص کر نیوالا دایم خوار ہے  
 مرنے پر چھوٹے تو چھوٹے پھر دلا

### بیان حقوق زن شوہر مذمت کمزنان اقسام زنان

ہے تجھے اس نفس گریز و درک  
 کر تلف ہرگز نہ زوجہ کے حقوق  
 کہانے پینے کی برابر کچھ نہ  
 عورتوں سے چار تک کرنا نکاح  
 لیکن اس میں شرط بھی ملے گی  
 جبکہ نیکو کار ہے ہر حال میں  
 ہے اطاعت میں اگر ثابت قدم  
 چاہے زوجہ کو شوہر کی خوشی

حکم شارع کو نکر نہ ہر ترک  
 ہیں کتب میں حکم اکثر باوثوق  
 دے پہنے کپڑے اور رہنے کو گھر  
 شرع نے جائز کیا ہے اور مباح  
 چاروں سے ہو طرز احلاق ایک ہی  
 اور تری عنہم خوار ہے ہر حال میں  
 تو ندے زوجہ کو اپنی رنج و عنہم  
 حکم شوہر سے نہ باہر ہو کبھی

تابعِ نسرمان شو ہر ہودام  
 ویکلی شو ہر کونہ وہ سرخ و ملال  
 زوج کو رکھے اگر زوج بہ ملول  
 عورتوں کے کمر سے رہ ہوشیار  
 اسکا ذکر کرے تہِ سران میں  
 جو کہ ہوتا ہے جہان میں نیرید  
 مرد گر ہونیک اور عورت ہو بد  
 جس کی سیکی ہو دے زوجہ بد نہاد  
 سرخ ظاہر کرتی ہے ہر بات میں  
 عورتوں کے لکھے ہیں اقسام چار  
 پہلی شایستہ وہ زن ہے باتمیز  
 سامنے شوہر کے رہتی ہے حقیر  
 دوسری شایستہ اُس ہے مراد  
 اقرباے زوج سے رکھے صلاح  
 خانہ داری میں رہے مصروف جو

جانے نامہ رمانی شوہر کی حرام  
 ہو گا جس زوجہ کو عقبہ کی کلیال  
 ہو عبادت بھی نہ زوجہ کی قبول  
 کرنے انکے قول کا تو اعتبار  
 ڈالتے ہیں یہ ضلالِ میان میں  
 زندگانی اُسکی ہوتی ہے پلید  
 ایک ساعت میں ہوں رنج و غم دو  
 رات دن کرتی ہے وہ برپا فساد  
 تابہر ہو تلخی اوقات میں  
 دو ہیں شایستہ دو ملعونہ ہیں خوا  
 قوم میں رکھتے ہوں جب کو غیر  
 دے اگر تھوڑا سمجھتی ہے کثیر  
 جسکو پس زہدِ زینہ ہوں زیاد  
 زوجہ کی ہر وقت چاہے وہ فلاح  
 ہو صفاتِ نیک میں ہو مشغول

<p>جو کرے اولاد شوہر پر کرم      دایم اسکو دیکھ کر خرسند ہو      ایسی زوجہ نیک طینت اور غریب      پھلی ملعونہ وہ عورت سے ردیل      کچھ ندے شوہر تو ہو جائے عذاب      اسکا شوہر سے ملاست میں مدام      دوسری ملعونہ وہ زن سے غضب      سامنے شوہر کے رہتی سے خفا      سے بھڑن جیسی کوئی کباری زمین      اس سے پیدا ہو کوئی نر زنداگر      گرز ن بد نیک شوہر کو ملے</p>	<p>خوش ہمیشہ ہونہ ہو کچھ رنج و غم      دوسری زوجہ کا گونہ زندہ ہو      اسکو ملتی ہے جو ہو صاحب نصیب      آپکو جانے جو شوہر سے جلیل      اور کچھ دے بھی تو پلٹا دے شتاب      اس سے ہمسایہ کو غم ہو صبح و شام      روتی رہتی ہے سدا جو بے سبب      دور ہو جائے تو کرتی ہے جفا      نفع اس کے ذات سے ہوتا نہیں      باپ ہو یگانہ اس سے بھرہ ور      کیون نہ ہو دوزخ جہان او سکے لئے</p>
--	--

### بیان مذمت شروع و وعدہ خلافت

<p>کیا ہوا ہے تجھ کو اسے نفس شقی      فاسد و بدکار کھتے ہیں دروغ      ایک ہے جب ایک رکھ دال اور زمان</p>	<p>ہے سر اسر تجھ میں خوئے فاسقی      قول کو اُنکے نہیں ہوتا شروع      دلیں جو کچھ ہو زبان سے کہ بیان</p>
--	--

ظاہر و باطن کو اپنے ایک رکھ  
 خیر گزشتہ پر ہودل میں شر نہو  
 جھوٹا مان اسوقت سے کہنا روا  
 یاد رکھ وعدہ حلالی عیب سے  
 تو کسی سے گر کوئی وعدہ کرے  
 گر نہ منظور تو وعدہ انکر  
 بولا جو کچھ منہ سے پھر کر کے دکھا  
 جسکا قول و فعل اک ہو مرو سے  
 گر کیا تو نے تلون اختیار  
 سے گناہ سخت غیبت رکھ خیال  
 تو نہ غیبت کبھی بھرا لہ  
 یہ صفت پیدا ہوئی تجھ میں اگر  
 گر کسی کی بھی کوئی غیبت کرے  
 تیری غیبت بھی کریگا وہ ضرور  
 یاد رکھ ہرگز نہین یہ چال نیک

سے اگر مومن گمان نیک رکھ  
 حیف سے جو دلیس ہو منہ پر نہو  
 ڈر ہوا اپنی یا کسی کی جان کا  
 جس میں مجھ خو ہو وہ بد لاریب سے  
 اُسکے ایفا کو تو واجب جان لے  
 جب کیا تو پھر اُسے جھوٹا نہ کر  
 کہلے پھر کرنا نہین سے مجھ بُرا  
 اور ہزاروں میں وہی تو فرو ہے  
 ہو گا تیرے قول کا کیا اعتبار  
 منع فرماتا ہے جسکو ذوالجلال  
 جسکا کہنا سنا دو نون ہن گنا  
 تو کرینگے زخیر و تجھے حذر  
 روبرو تیرے تو بس تو جان لے  
 یہ ہمیشہ ایسی بد صحبت سے دور  
 محو ہو جائینگے سب اعمال نیک

جسکی غیبت ہوگی اوسکے سب گناہ اجر اسکا تجھ سے جو نیکی ہوئی یا خدا غیبت کی تو عادت نہ	تیرے نامہ میں کہے جائینگے آہ پائیگا وہ جسکی غیبت تو نے کی بلکہ ایسے شخص کی صحبت نہ
---	--

### بیان حال قیامت

نفس سب کے تو ہے حشر و شکر کیا صور اسرافیل پھونکا جائیگا جن دانش و حور و غلمان ملک آسمان ہوگا نہو سگی زمین ہوگی باقی صرف اسکی الٰہیات تب یہ رب پاک کی ہوگی صدا آجکے دن ہے یہ کسکی منزلت تم سبہو نکا حاکم و مالک ہے کون جب کسی سے کچھ نہ پائیگا جواب ہوتے ہی محض حکم رب جہاں حکم حق سے جبے ہر پھونکیگا صور	ہو نیوالا ہے بروز حشر کیا پھنکتے ہی ہو جائیگا ہر اک فنا سب فنا ہوینگے اسرافیل تک اور نہوینگے ماہ و خورشید و بین نیست اور نابود ہوگی کائنات کون جزیرے ہے تم سب کا خدا آجکے دن ہے یہ کسکی سلطنت تم سبہو نکا خالق و مہلک ہے کون آپ ہی لگا وہ پھر اپنا جواب تن میں اسرافیل کے آئیگی جان زندہ ہو جائینگے سب اہل قبور
--	---



اپنی اپنی قبر سے کھینکے سب  
 نامہ اعمال ہوگا ساتھ بس  
 حشر کے میدان میں جب آئینگے  
 ساری ہو جائیگی تابنے کی زمین  
 اور اک نیرو پہ ہوگا آفتاب  
 اسکی گرمی سے پکیگا مغزِ سر  
 شدتِ حدت سے اسجا تا بفرق  
 وہ بڑا دن ایک ایسا ہوئے گا  
 آتش دوزخ جو ہوگی شعلہ زن  
 کوئی محزون کوئی ہوگا دردناک  
 اپنے دکہ میں ہوگا ہر اک درمند  
 باپ کو ہوگی نہ بیٹے کی خبر  
 لائینگے ہر اک کو جب بھر حساب  
 پھلی ہوگی پر ششِ صوم و صلوٰۃ  
 نیک جو ہوگا وہ ہوگا شادمان  
 کوئی حشر تم کوئی بارخ و عقب  
 جو عمل کوئی نہ ہوگا ہم نفس  
 خوفِ عصیان بہت گھبراہٹینگے  
 جائے راحت بھی نہ پائینگے کہیں  
 شدتِ گرمی سے ہوگا اضطراب  
 اور نہ پائے گا کوئی راہِ مفسر  
 سب پسینہ میں رہینگے اپنی غرق  
 یعنی آوے لاکھ سن کا ہوینگا  
 خوف سے کانپے گا ہر اک کا بدن  
 اور کیکار میں ہوگا قلبِ چاک  
 نفسی نفسی کی صدا ہوگی بلند  
 سب کہینگے الا مان والحمد  
 دیکھ کر عصیان کو آئے گا حجاب  
 بعد ہوگی پر ششِ خمس و زکوٰۃ  
 پائینگا وہ شردہ باغِ جنان

ہوگا مجمع انبیا کا زیرِ عرش  
اُس لوا کے نیچے ہو نگے مصطفیٰ  
سب کا ہوگا بس وہی فیادرس  
ہوگا سینکون کو نہ کچھ خوفِ صراط  
جو کوئی ہوگا گنہگارِ خدا  
اک طرف میزان رکھتی جائیگی  
ہو بدی زاید اگر سنی کی ہو کم  
کم بدی جسکی ہو اور سنی کی زیاد  
بھرا حمد و ثناء حیدرِ یالہ

اور لو اے حمد ہوگا زیرِ عرش  
اور وہ ہوگا زیب دستِ مرتضیٰ  
کوئی جزا سکے نہ ہوگا دادرس  
جائینگے اُس پر سے با صدا سبط  
پارا اُس پر سے نہوگا مطلقا  
جس میں تولی جائیگی سنی کی بدی  
جائیگا سوے ستر وہ بدشیم  
جائیگا بین جہان وہ خوش نہاد  
تو جہل فرما مرے سارے گناہ

### خاتمہ

طولے لایق نہ اب تقریر کو  
مثنوی کو تو ندے زہنِ اطلول  
مختصر یہ نظم ہو سیکے پسند  
اوقاعے شاعری اصلا نہیں  
اور کچھ مطلب نہیں مد نظر

ختم کرتے تقریر کو تحریر کو  
نا پسند عقل ہے بیکار طول  
بولین دریا کو کیا کوزے میں بند  
ناز اپنی طبع پر حاشا نہیں  
نظم کی ہے مجھ پر تعلیم پر

یہ نتیجہ طبع موزوں کا ہے صرف  
 پندائے حضرت لقمان حکیم  
 لقمہ شیریں رکھا ہے اسکا نام  
 پر حلاوت نان و حلوا کی کہان  
 فارسی وہ اور بھاردوزبان  
 مثنوی اردو ہے اک نان و نمک  
 اسکے ناظم گذرے ہن مرزا فصیح  
 شور ہے نان و نمک کا جاجیا  
 پردہ عامیری ہے باقلب ملول  
 لقمہ شیریں بچا ہے پروردگار  
 پند کا ایسی نہیں اس میں شہول  
 پیٹ حاسد کا مگر بھاری نہو  
 لقمہ شیریں کو میرے دیکھ کر  
 طبع حاسد کو نہور پت احد  
 عیب کچھ اسین کہین پیدا نہو

اور فصیح کا یہ مجموعہ ہے صرف  
 شد کنون منظوم از فضل کریم  
 نعمت حق ہے اگر لین اس کام  
 اور وہ لذت من و سلوا کی کہان  
 مہر سے ذرہ کو ہے نسبت کہان  
 جو کہ ہے مقبول عالم آج تک  
 تھے نہایت ہندین حقا فصیح  
 یہ فقط لقمہ ہے شیریں بویا  
 یا اکھی یہ بھی ہو جائے قبول  
 ہو طبیعت کو ہر اک کی خوشگوار  
 دل نہ ہر اک کا کرے جسکو قبول  
 رنج و غم او سپر کہین طاری نہو  
 منہ میں بھر آئے نہ پانی سرسبر  
 باعث ہیجان صفر سے حصہ  
 نقص بہر نکستہ چین پیدا نہو

کہہ یہ سال نظم سے فرختہ ہے	اک جلالت لقمہ شیرین میں ہے
سال ہجری طبع کا ہمدست ہو	گن عروس نظم کے اعداد کو
گن لے چھبیں کہنزار اور تین سے	مثنوی کستیرین - تاریخ ہے
سال فصلی طبع کا کریون شمار	گن لے تو مقبول دوران تین بار
اب دعا پر مثنوی تو جستم کر	بار الہا مجھ کو دے اسکا اثر
ناجی صاحب ہیں جو میرا استاد	خوش رہیں اور عمر ہو انکی زیاد

روزِ محشر پر ششِ عصیان نہو  
بجشدے مجھ کو مرے مان باپ کو

قطعہ تاریخ حکیدہ کلک گہر سلک پادشاد اقلیم معانی فخر انوری و خاقانی  
افصح الفصحی و اکمل الکمل اعلیٰ حیناب مولوی سید صغیر حسین صنا ناجی مدظلہ العالی

خوب لایق نے مثنوی بھی کہی  
کہا ناجی نے طبع کا یہ سال

شاد ہر ذکی سال کی ہوئی طبع  
آج صد شکر مثنوی ہوئی طبع

ایضاً ریختہ قلم معجز رقم شاعر نازک حیات شیرین مقال علیٰ حیناب مولوی سید صغیر حسین صنا ناجی مدظلہ العالی

طبع زاد لایق ہم اندر سلوک  
از رہ معنی سز و گر گویش

مثنوی مین کوئی مطبوع شد  
مثنوی معنوی مطبوع شد

گوی دانش مصرع تاریخ طبع بارک اللہ مثنوی مطبوع شد

### ایضاً ولہ فصلی

میر محمد علی لایق برادرزادہ ام  
سال فصلی از بر طبع آن دانش گوی  
در سلوک و پند گرفته مثنوی یکوی  
حمد رب گردید مطبوع طبایع مثنوی

ایضاً طبغراد صناطیع صاحب سید ضمیمہ الحسین حساسہ شاگرد حضرت ناجی خلیلہ العالی

جو کہ خالق کے برگزیدہ حسین  
کبھی عصیان سے اپنے خائفین  
عمر بھر کرتے ہیں وہ طاعت رب  
زندگانی ہی میں فنا ہو کر  
ذکر و شغل انکا فرض لیل و نھا  
عارف حق جو ہیں وہ صابر ہیں  
صابرون شاکرون کے ذکر میں بھی  
لایق خوش کلام نے سدرہ  
نام ہے اُس کا لقمہ شیرین  
سال تصنیف و طبع لایق نے  
رہتے ہیں وہ میان بیم و رجا  
کبھی کہتے ہیں بخشد یگا خدا  
پر یہ کہتے ہیں آہ کچھ نہ کیا  
سمجھے معنی فان اور یقی  
صبر و شکر انکا کام صبح و صا  
ساتھ ہے صابرون کے رب علما  
ہوتی ہے دیکھے آئینہ کو جلا  
عارفون صابرون کا حال لکھا  
مثنوی ہے کہ نان اور حلوا  
مجھے پوچھا تو بیٹے اونسے کہا

تھے لائق یہ لقمہ شیریں

۴۵

خوان بعباس صابرین سے لیا

ابن طبریز و جناب مولوی سید عباس حسین صاحب عباس شاگرد حضرت حاجی قزلباش

لائق ذکی سال عمویم  
از سماعت شدہ دلم مفتون  
حبذا مریب از خاک افند  
طبع گردید بفرنیض عام  
فکر تاریخ کرد چون عباس

نظم سرمود شنوی فی الحال  
این کلام است یا کہ سحر حلال  
بدو عالم بود خجسته مال  
عبایات خالق متعال  
نظم مطبوع دیر گفتم سال

۲۶

۱۳

### الفصل فی فضلی

سیر محمود علی نے کی جو نظم  
اس میں وہ سب و نصایح درج ہیں  
سچ تو یہ ایسی نظر آئی نہیں  
کہہ دیا جب چھانپنے کی واسطے  
میری خواہش کو کیا اُسدم قبول  
میں نے دی فنہ نظامی میں اوستے  
سال فضلی کا کہا عباس نے

ہو گیا حیران میں سنکر شنوی  
ایسی بھی ہوتی ہے کتر شنوی  
اور گو دیکھی ہے اکثر شنوی  
دیکھے کجے کجے ہر شنوی  
مجھ کو دیدی بس اٹھ کر شنوی  
جب وہاں سے آئی چھپکر شنوی  
چھپکی سے دیکھ کر شنوی

۲۶

۱۳

ایضاً طبعزاد جناب مرزا علی جوہر صاحب جعفر شاگرد حضرت ناجی صاحب مدظلہ العالی

لائق کو اسکا حائق غلام و صلہ  
اک آن دور کر سیکو دل چاہتا نہیں  
کیا کیا ہوین نہ مثنویاں طبع خلق میں  
طاہر جو اس سے ہوتے ہیں آداب میں  
جوہر نے سال طبعی کی فکر گہری

تصنیف کی ہر ایک کی مغرب مثنوی  
مے زاہد و کن کو اسے محبوب مثنوی  
ہر اک مے اسکے سامنے محبوب مثنوی  
جواہل دین ہیں ونگو ہر مطلوب مثنوی  
اکی نہ کہ طبع ہوئی خوب مثنوی

ایضاً طبعزاد جناب مرزا علی جوہر صاحب جعفر شاگرد حضرت ناجی صاحب مدظلہ العالی

مثنوی خوب لکھی ہے یہ وہ  
کہہ جو آواں کی یہ طبع کمال

کیون نہ تحسین کے لائق ہوں لائق  
مثنوی چھالی تحسین کے لائق

### ایضاً ولہ فصلی

نکمون لائق و صفحت ہوں لائق  
جو آواں کے چھپے کی تاریخ فصلی

لکھی خوب یہ وہ و ا مثنوی  
رسم مینے کی جہذا مثنوی

ایضاً طبعزاد جناب میر محمد ولد علی صاحب جلالیہ و کامیاب جویشین میرزا علی شاگرد حضرت ناجی صاحب مدظلہ العالی

میر محمود علی منظوم کرد  
فکر تاریخش چو کرد مے جلا

خوب در پسند این موثر مثنوی  
گفت با تفہیمت ناو مثنوی



## اصناف اولہ

جناب میر محمود علی نے  
مضامین بھی سنے اب تک ایسے  
ہو مفتون گر کوئی اکبار سن  
کلام خوب تر تھا یا ہے۔ کہہ  
۱۳۲۶ھ

عجب یہ مثنوی منظم کی ہے  
ہے بندش صاف جیسے ہرین  
کئے ہیں نظم اس میں وہ نصائح  
جلالت طبع کا یہ سال ہجری

یا سینگے جس سے خط کمال ہر فن اچھی بھی  
ہوگی پسند کامل سنہ دکن ابھی ابھی  
قالب طبع میں ٹہری جان سخن اچھی ابھی  
۱۳۲۶ھ

ایضاً از نتیجہ فکر سا خباب پادشاہ علیہ صلیا لکھنؤ معہ سیدی محمد انصاری علیہ السلام الدولہ بھادور  
لا اقل خوش بیان خوب نظم یہ کی مثنوی  
چھٹکے اسے بلطف حتیٰ آنے تو دو طہورین  
روح روان نظم ہر مصرع سال ضیا

افسوس آفرین بہ طبع روان  
مثنوی نصیحت باران  
۱۳۲۶ھ

ایضاً طبع از جناب میر کوثر علی صفا کوثر میر شیشی دفتر عالی نواب بھیم رام الدولہ بھادور  
خوب نظم ہی نگاشتی لائق  
مصرع سال طبع کوثر گرفت

کہ سنکرونگ ہر اک اہل فن ہے  
کہا اگلے نے کیا شیرین سخن ہے  
۱۳۲۶ھ

ایضاً طبع از جناب علی صفا صاحب اگلے شاگرد جناب ضیا صاحب لکھنؤ  
عجب لائق نے کی ہے مثنوی  
اجانے جو پوچھا سال عجبی

ایضاً طبعِ اوجناب شایہ حمید عالم حسنا آتشی ماسٹر فرزند مصنف مثنوی ص ۵۸

شاعر شیدا بیان و نکتہ دان  
جسکی ہے تعریف میں قاصر زبان  
اور ہدیہ ہے برائے قدردان  
علم میں وہ بھی ہو یکتا زبان  
کیا کلام شاعر شیریں بیان  
۲۶ ۱۳

ہن جو لایق میر محمود علی  
نظم اور ہونے کی ہے اچھی مثنوی  
بحر تعلیم لیسر چھپوائی ہے  
بار الہا او سکوبر خوردار کر  
مصحح تاریخ اسی تو مجھ کہہ

ایضاً ولہ فصلی

نظم لایق نے کی دکھایا ہنر  
میں یہ ہدیہ برائے اہل نظر  
سال فصلی کہا ہے ۱۳۱۷  
سجھن بہتر

مثنوی ایک نقد شیریں  
رج اس میں فصیح اکثرین  
نکر تاریخ کی جو اسی نے

ایضاً طبعِ اوجناب سید فرخ سلطان فقہا کامل خلف سید محمد سلطان عاقل مرحوم

مثنوی اک نظم کی شکر الہ  
نقص سے ہے پاک وہ بے اشتباہ  
مثنوی بہتر لکھی ہے واہ واہ  
۱۳۱۷

دوست میرے لایق نمی فہم نے  
صاف صاف بیات ہیں اور عام فہم  
سال فصلی کہہ دیا کامل نے یہ

ایضاً طبعِ اوجناب لوی میر محمد بہادری وکیل بیکورٹ شاگرد عاقل مرحوم دہلوی

<p>میرے لایق دوست محمود علی شاعر نازک خیال و علم دوست مثنوی نے حب کی ظاہر کر دیا جو نصائح کا ذخیرہ بن گئی شک نہیں الحق مژدین ذرا مصرعہ تاریخ یا ور نے لکھا</p>	<p>حب کو حاصل ہے کمال دوستی اور ہیں شیدائے جمال دوستی دل سے ہے انکو خیال دوستی سے سراسر جس میں حال پند ہے لیکن مال و لقمہ شیرین ہے نہال و</p>
--	---

## ایضاً ولہ

<p>مثنوی لایق کی یہ ہمیشہ ہے ہو تیوں میں تو لئے ہر لفظ کو اسکا ہر اک شعر ہے مثل صف قوم کو لایق نے یا ورنہ ظہیر</p>	<p>اس میں ہیں لو لو کے معنی مجھ سے یہ گنجینہ گھر کا بیگ صاف ہے جس میں در معنی مثنوی پند دی ہے ورنہ</p>
--	--

تمام شد

